

محفوظی ہزار

موسیقیات



کتابخانہ "دانش محل" دہلی

جمہا حقوق محفوظ ہیں

مصحف تیراد

انہ

حضرت بہار لکھنوی

دارالش محل دہلی

کے ورنے کے لئے
۱۹۳۸ء

قیمت :- ایک روپیہ چار آنے

بار دوم ————— ایک ہزار

(سردہ پریس دہلی)

نذر

میں مصحف ہزار و کو اپنے پادری و مرشد
 آقامی و مولائی مشعل راہ طریقت اعلیٰ حضرت سرکار
 شاہ محمد تقی عرف عزمیہ میاں صاحب نظامی نیازی
 دامت برکاتہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نیازیہ بریلی
 کے نام نامی سے معنون کرنا ہوں۔

گر قبول افتد ہے عز و شرف

خاک پائے مرشد

ہزار و نظامی نیازی لکھنوی

مقدمہ

از وحید المورخین عمدة الشعر حضرت علامہ فرقانی مہر موی ظلہ

حضرت بہزاد لکھنوی اور اُن کی شاعری سے ہندوستان کا وہ
کون گوشہ ہے جو متعارف نہیں آپ اُس دور کے تمام شعرا میں سب سے
الگ اپنی ایک جگہ قائم کئے ہوئے ہیں آپ کو اور آپ کے کلام کو جو
ہر دل عزیزی حاصل ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کا اخلاق اور
خلوص جس قدر وسیع ہے کم لوگوں میں دیکھا گیا ہے جس کی بنا پر آپ
کی ذات سے ہر شخص کے دل میں عقیدت پیدا ہو جاتی ہے اس کے
علاوہ آپ کے کلام میں جو جو خصوصیات ہیں اُن کی وجہ سے تمام
ہندوستان میں آپ کا کلام مقبولیت عامہ کا مالک ہے۔ شاعری اک
فطری شے ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے نہیں ملتی۔ بہزاد صاحب
فطری شاعری کے مالک ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں وہ اپنی فطرت کے
مطابق اور جذبات سے متاثر ہو کر بلکہ جذبات سے مجبور ہو کر فرماتے ہیں۔

غزل گوئی: شاعری کی اصناف جس قدر میں ان میں جو مرتبہ
 غزل کو حاصل ہے وہ کسی اور صنف کو نہیں سب سے دشوار گزار غزل
 گوئی کا میدان ہے اور آج تک جس قدر غزل گو حضرات گزرے ہیں سب
 کو کم و بیش بقا حاصل ہے اور جس قدر استاد کے لقب سے ملقب ہوئے
 ہیں وہ سب غزل گوئی میں ہی ماہر اور استاد تھے حضرت ہزار بکھنوی بھی
 غزل گوئی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اب غزل گوئی
 یا نظم گوئی وغیرہ میں کیا رکھا ہے جو کچھ اب کہا جاتا ہے وہ سب وہ ہے جو اساتذہ
 سابق کہہ چکے ہیں۔ اب حد تک میں اس کو ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن اس
 سے بھی کسی صورت انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دور جدید میں جدید تخیلات کا ملکہ
 کوئی دشوار اور وقت طلب بات نہیں ہے اس لئے اردو ادب کا یہ وہ دور
 ہے جو زمانہ ماضی سے کہیں زیادہ روشن ہے جسکے تخیلات اور تحقیقات روشن
 سے روشن تر اور نادر سے نادر ہیں۔ دوسرے پہلی شاعری اور دورِ حاضرہ کی
 شاعری میں زمین اور آسمان کا فرق ہے پہلے گل و بلبل، شمع و پروانہ برق و
 آشیانہ اور ان ہی کی چند رعایا ت لفظی کے لوٹ پھیر کو نظم کر لینے کا نام شاعری تھا
 لیکن اب وہ دور بالکل مفقود ہو چکا ہے۔ اس دور میں صرف من و تو کی شاعری

ہے جو غزل گوئی کا انہی اعتبار سے صحیح مقصد ہے چنانچہ حضرت ہزاراد بھی
 سوائے من و تو کی شاعری کے علاوہ کسی دوسری قسم کی شاعری کے پائیدار نہیں ہیں
 آپ ہر شعر میں اپنے دل کی اصلی اور صحیح کیفیات کی ترجمانی اور لفظی صورت میں
 تصویر کشی فرماتے ہیں آپ کے کلام میں بہت سے شعر ایسے بھی ہیں کہ ان میں خیالات
 دور قدیم کی جھلک پائی جاتی ہے لیکن یہ کہنا بھی انصاف کے خلاف ہوگا
 اس کو آپ نے اس انداز اور انوکھے پرانے میں نازک اور حسین پہلو سے کہا ہے کہ
 روح کو وجد آئے بغیر نہیں رہتا آپ کی خوش گوئی اور سلامت بیانی ہی آپ کی شہرت
 کی ضامن ہے۔

نظم گوئی۔ اس کے علاوہ حضرت ہزاراد صرف غزل گوئی تک ہی شاعری
 کے مالک نہیں ہیں بلکہ آپ نظم اور نظم کے سلسلے میں جس قدر نظم کی قسمیں ہیں جو پہلے
 راج چلی آتی ہیں اور جو دور جدید میں ایجاد ہوئی ہیں سب پرلیساں صورت
 میں قادر ہیں آپ کی نظمیں سننے اور پڑھنے سے بہتہ چلتا ہے کہ وہی کیفیات
 جو غزل میں صرف کی جاتی ہیں وہ نظم میں بھی صرف ہو سکتی ہیں یعنی یہ کہ آپ کی
 جس قدر نظمیں وہ سب جذبات محبت احساسات حسن و عشق اور رومان سے
 پر نظر آتی ہیں اور ان اچھوتے خیالات کی حاصل میں جن کی بہت سی نو مشق

شعر اقلید کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس قدر سلیس ہے کہ جس کو سہل منتفع کے علاوہ اور کوئی سُرخِ نہیں دی جاسکتی آپ کے شعر میں ایک محبت بھری زندگی کے واسطے ایسی چٹکیاں اور لطیف چٹکیاں مخفی ہیں جو ہر اس شخص کو جو صاحبِ دل ہے اور کیفیاتِ محبت سے واقف ہے جبین کئے بغیر نہیں رہیں جو ان بوڑھے صاحبانِ علم و ادب و دیگر ہر مشرب کے طبعِ آپ کی شاعری سے یکساں طور پر خطا حاصل کرتے ہیں۔ سنتے اور مڑھالے کرتے ہیں۔

صاحبانِ اخبار و مالکانِ رسائل یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے کلام تازہ بہ تازہ سے اپنے اخبارات و جرائد کو زینت دیں۔ یہ ہے آپ کی اور آپ کے کلام کی خصوصیت اور مقبولیت۔ طوالت کا خوف مانع ہے ورنہ ہر آوصاحبِ علمی شخصیت کے لئے میں بہت کچھ لکھنا چاہتا تھا۔ خیر یا رنذہ محبت باقی پھر کسی موقع پر آپ کے کلام پر روشنی ڈالی جائیگی۔

فرقائی امر وہی

۹

غزلیات

ممتاعِ محبت

کچھ نہیں معلوم کس شے کے لئے روتا ہوں میں
کیا خبر ہے جان کس واسطے کھوتا ہوں میں
باعثِ تکلیف تھی تو صرف میری ذات تھی
لو مبارک عمر بھر کے واسطے سوتا ہوں میں
کھو چکا پہلے ہی میں تو سب ممتاعِ عقل ہوش
پیش اب کیوں بارگاہِ حسن میں ہوتا ہوں میں
تَمُّ اُلُتُّے ہو جب اپنے روئے روشن سے نقاب
ہوش میں اپنے بھلا اُس وقت کب ہوتا ہوں میں
اے خدائے عاشقی للہ مجھ کو بخش دے
وہ محبت جس محبت کے لئے روتا ہوں میں
حُسن کی نظروں سے لڑتی ہے محبت کی نظر
ہو مبارک اہل دل غم آشنا ہوتا ہوں میں
عشق میں شاید گزرتے ہیں یونہی شاد و سحر
مجھ کو کب اس کی خبر ہزار کیوں روتا ہوں میں

غزوہ عشق

ترسے جنون سے جو میں دور ہوا جاتا ہوں
 اپنی ہستی پر ہی مغرور ہوا جاتا ہوں
 اپنی دوری سے مجھے پاس نظر آئیں گے آپ
 لیکن خود سے بہت دور ہوا جاتا ہوں
 چل دیئے چل دیئے منہم مجھے دیکھ کے آپ
 آئیے آئیے مسرور ہوا جاتا ہوں
 روکو روکو نگہ مست کو دیکھو ڈا دھر
 دیکھو دیکھو مجھے مخمور ہوا جاتا ہوں
 اُن کے جلووں میں نظر آیا مجھے کیا جانے
 بندگی کرنے پہ مجبور ہوا جاتا ہوں
 کہیں ایسا نہ ہو پھر آئے وہی دار و سن
 روکے روکے منصور ہوا جاتا ہوں
 مصلحت اس میں کچھ اللہ کی ہے اے ہزار
 میرا کیا بس ہے کہ مشہور ہوا جاتا ہوں

وفا شعار ہوں

فائے یاریوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 مگر وفکار ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 نصائے حشر میں بیٹھا ہوں یوں الگ سب سے
 گناہ گار ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 نہیں پھروں گاترے آستان کی خیر رہت
 وفا شعار ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 کہاں کہاں ہے مرے اضطراب کی دنیا
 کہ بے قرار ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 نگاہِ راسخ فرشت ہی نہ ٹپک جاؤں
 ذلیل خوار ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 یہ بے خودی ہی کئی ہے ترے تصور کی
 میں ہر شب رہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے
 ساری خیریں تو ہیں جے مرا چین بھی تو ہی
 کئی بہر ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے

تجھے قسم ہے ادھر نادک انگنی فرما^{۱۲}

کہ میں شکار ہواوروں سے کام کیا ہے مجھے
دل و جگر نہیں بریاں تو کیا کروں ہنر آد
میں اشکبار ہوں اوروں سے کام کیا ہے مجھے

حقیقتیں

سوختہ مثل شمع محفل ہوں رورہا ہوں میں صاحب دل ہوں
مجھ کو کچھ اس سے واسطہ ہی نہیں دور ہوں یا قریب ساحل ہوں
روز پاتا ہوں خود کو ڈھونڈ کے خود ہی رہبر ہوں خود ہی منزل ہوں
کہ رہا ہے یہ پیر دست طلب اُن کے دستِ کرم پہ مائل ہوں
کوئی حسرت نہ کوئی اریاں ہے ایک اکھڑی ہوئی سی محفل ہوں
مجھ سے پوچھو نہ ماجرا میرا خود ہی بسمل ہوں خود ہی قابل ہوں

دل لگاتا ہوں سوچ ہنر آد
عاشقی میں مُریدِ کامل ہوں

ٹھنکے دل

جو تو یہ مجھ کو نہ آئے تو اچھا
اگر تو مجھے بھول جائے تو اچھا

محبت جسے کہہ رہا ہے زمانہ
میری زندگی پر نہ چھائے تو اچھا

مرا آ رہا ہے مجھے بے خودی ہیں
نہ مجھ کو کبھی ہوش آئے تو اچھا

محبت کی دنیا میں بھل جے گی
مجھے گرنے تو آ زمانے تو اچھا

فریب محبت فریب محبت
یہ دل اپنی منزل نہ پاسے تو اچھا
جوا آج مستی سے چلنے لگی ہے

گھڑ آج گھڑ گھر کے چھائے تو اچھا
سنا ہے کہ دیوانگی بڑھ گئی ہے
وہ بہزاد بے مسکرائے تو اچھا

ہیکانگی

ترسے جمال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا
خود اپنے حال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

تمہیں بتاؤ کہ پھر میں خوشی کو کیا آئینوں
کہ قرب والاں کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

بتا دے وجد ہے کیا پیر اور حال ہے کیا
کہ وجد و حال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

تراکمال ہے میرے کمن سے برتر
ترسے کمال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

یہ کس خیال سے میں نے سوال تجھ سے کیا
اگر سوال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

غیم فراق کی منزل سے آئنا ہوتا ہے
غیم وصال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

کسی سے اس کی شکایت کروں میں کیا بنیاد
کہ اپنے حال کو میں کچھ سمجھ نہیں سکتا

۱۶ فدائے محسن

ہے مہیری تیری ایک ذات میں تیری ذات کے نثار
اسے میرے دل کی کائنات میں تیری ذات کے نثار
ہے تو ہی جان عاشقی ہے تو ہی روح زندگی
اسے میرے مرکز حیات میں تیری ذات کے نثار
جہر میں تو ہے جلوہ گر تجھ سے ہے تابش نور
دن ہے تو ہی تو ہی ہے رات میں تیری ذات کے نثار
مہیری زبان پیسیرا نام تجھ سے ہی ہے مرا کلام
تو ہی سخن تو ہی بات میں تیری ذات کے نثار
اسے میرے حاصل و فائدہ پہ تصدق و فدا
مہیری حیات و کائنات میں تیری ذات کے نثار
دل میں مرے ہے اک خلش دل میں مرے ہے اک نقش
دے مجھے درو سے نجات میں تیری ذات کے نثار
آکے بچی بساط غم اور لگی بازی الم
کس کی ہے جیت کس بات میں تیری ذات کے نثار

شکوہِ دنیا^{۱۸}

ہمیں کس طرح بھول جائے گی دنیا
کہ دھوئے نہ دھوئے ہم ساندے گئے گی دنیا

مجھے کیا خبر تھی کہ نقشِ وفا کو
بگاڑے گی دنیا بنائے گی دنیا

محبت کی دنیا میں کھو یا ہوا ہوں
محبت بھرا مجھ کو پائے گی دنیا

ہمیں خوب دے گی فریبِ محبت
ہمارے نہ دھوکے ہیں آئے گی دنیا

میں یہ جانتا ہوں تب میں محبت
ترسے نقشِ پر سر جھکائے گی دنیا

قیامت کی دنیا میں ہے دل فریب
قیامت میں بھی یاد آئے گی دنیا

رُلا دوں میں بہرِ آدِ دنیا کو خود ہی
یہ مجھ کو بھلا کب رُلائے گی دنیا

نشاے شوق

اس کے علاوہ تم ہی کہو کیا کہوں تمہیں
جان نشاط جان تمنا کہوں تمہیں

میری نگاہِ دل میں سمائے ہوئے ہو تم
بو لو جہانِ عشق کا نشا کہوں تمہیں

میرے غموں کو تم نے خوشی بدل دیا
اپنے جہانِ غم کا سہارا کہوں تمہیں

اب دُور ہوتا جاتا ہے بیگانگی کا رنگ
جی چاہتا ہے میرا کہ پنا کہوں تمہیں

رگِ رگ میں عشق کی ہیں تمہارے تجلیاں
دُنیاۓ عاشقی کا اُجالا کہوں تمہیں

ہر ہر ذرا تمہاری ہے خود اک جہانِ حُسن
کس طرح ایک حُسن کی دنیا کہوں تمہیں

میں نے حبیب بے نگاہیوں نہا نہیں
بہر آؤ خود تیرے قریب کہوں تمہیں

پارِ محبت

مجھے کر عطا صرف بارِ محبت
میں بندہ ہوں پروردگارِ محبت

بہیں زندگی میں بتا کب ملے گا
سکونِ محبت قرارِ محبت

میں اک بُت کو خود ہی خدا کہہ رہا ہوں
عجب چیز ہے اعتبارِ محبت

محبت کی تسخیر کیا کوئی جانے
دو عالم ہوئے ہیں نثارِ محبت

یہ کس نے اُٹھایا ہے چہرے سے پردا
منور ہے پھر جلوہ نثارِ محبت

ہر اک لمحہ ہے اس نظر سے مقابل
سکونِ پائے کیا ہے قرارِ محبت

محبت میں ہزار کیا تھنے پایا
کہ خود کو کیا ہے نثارِ محبت

خیال خام

دل کو خیال خام اگر ہے تو کیا ہوا

یہ قصہ ناتمام اگر ہے تو کیا ہوا

دامن تو مچھٹ چکا ہے گریباں بھی پھٹ چکا

یہ عشق ہی کا کام اگر ہے تو کیا ہوا

مقصود تو یہ ہے کہ رہے بندگی کی لاگ

سجدہ بہ طرز عام اگر ہے تو کیا ہوا

واغظ تو بول جب ہری تو یہ میں فرق آئے

ہاتھوں میں اپنے جام اگر ہے تو کیا ہوا

ساتی تختے بندہ لیا زری ضرور ہے

اک کیفِ ناتمام اگر ہے تو کیا ہوا

جلوؤں کا احترام کیا ہوں کافر صحر

جلوؤں کا احترام اگر ہے تو کیا ہوا

بہر آؤ تم نہ وجہیں آئے کمال ہے

یہ طشربہ سلام اگر ہے تو کیا ہوا

۲۲ آزادے غم

غم بھی دے اور پیچ و تاب بھی دے
مجھ کو ہر عشق کا عذاب بھی دے
جام خالی نہ دے مجھے ساقی
اس میں بھر کر ذرا شراب بھی دے
دینے والے سکون نہیں کافی
مجھ کو تھوڑا سا اضطراب بھی دے
سائنہ انکھوں کے میری آنکھوں کو
جلوہ لائے تہ نقاب بھی دے
مجھ کو تو حسن انتخاب کے ساتھ
طاقت حسن انتخاب بھی دے
چاہتا ہوں شراب آتش خیز
جام میں میرے آفتاب بھی دے
بات کیا اس سے میں کروں بہزاد
وہ ہر بات کا جواب بھی دے

احساسِ دل

نہاںِ حباوہ جاننا نہ ہونے والا ہوں

نہ ہے نصیب کہ دیوانہ ہونے والا ہوں

بڑھا بڑھا مری خود دایروں کا رنگ بڑھا

ترے کرم سے بھی بیگانہ ہونے والا ہوں

بٹرک رہی ہے مرے دل میں آتش الفت

بیشرح کے پروانہ ہونے والا ہوں

اُٹھا اٹھا ذرا اپنی نقابِ سُرخ تو اٹھا

ترے جمال کا افسانہ ہونے والا ہوں

امیدِ توبہ نہ رکھ مجھ سے زاہدِ ناداں

میں تو سبیلِ پیمانہ ہونے والا ہوں

ازل سے لایا ہوں پہلو میں اک دلِ بیاب

کسی نگاہ کا نذرانہ ہونے والا ہوں

اسی لئے توبہ پہر آرزو میں مری روح

مُریدِ مرشدِ مے خانہ ہونے والا ہوں

افسانہ محبت

محبت کا میری سن کرسانہ

ترا مشتاق ہے سارا زمانہ

تمہے اس حُسن کو اللہ سمجھے

کہ جو انداز ہے وہ کافرانہ

کروں کیوں کر نہ ایمان کو تصدق

ادا جو بھی ہے وہ ہے کافرانہ

ہرے لب پر محبت کے ہیں نغمے

ہرے لب پر محبت کا ترانہ

بڑی دل چسپ ہے تیری کہانی

بڑا پُر درد ہے میرا فسانہ

اُدھر ماحول میرا حسن پرور

اُدھر ماحول میرا عاشقانہ

ذکیوں کو یاد کر کے رُوں پہر آؤ

محبت کا زمانہ تھا زمانہ

۱۵ انجائے محبت

کچھ دیر کو تو یزیم محبت سجا کے دیکھ

آہیری آرزوؤں کی دنیا میں آ کے دیکھ

پھر میری آرزوؤں میں بچل جیا کے دیکھ

ہاں دیکھ میری سمت مگر مسکرا کے دیکھ

زیر و زبر جہانِ تمنا ہو دل کے ساتھ

بچی نظر سے دیکھ لگا ہیں اُٹھا کے دیکھ

زادہ نصیب ہو گا تجھے لطفِ زندگی

نقشِ قسم پہ آج ذرا سحر جیگا کے دیکھ

دُہرائوں پھر فسانہ طورِ کلیم کو

آ اور اس طرح مجھے جلوہ دکھنے کے دیکھ

بیگانگی میں لطف نہیں کوئی زیست کا

نیچے کو مری قسم بے اپنا بنا کے دیکھ

مجدوروں کی آرزو سے جو ہزار آدیتلا

اپنی جبین سے نقشِ وفا جگمگائے دیکھ

یادِ فرستہ

جب سے یہ لے لپی نہیں میری
زندگی ! زندگی نہیں میری

نغم ہے والبستہ میرے دامن سے
اور ظالم خوشی نہیں میری

زندگی تھی تمہارے قدموں تک
اب کہاں ہے وہ زندگی میری

آنکھ میں اشک لب پہ ہے فریاد
دیکھ لے شانِ عاشقی میری

سجدے کرتا ہوں ایک ظالم کو
ہے الگ سب سے بندگی میری

میں ضیاء تابوں کا مالک ہوں
چاند میرا ہے ' روشنی میری

میری دنیا تو وہ ہیں اسے ہزار
جو خوشی اُن کی وہ خوشی میری

زندگی عشق

عاشقی حسن سے دو چار ہوتی جاتی ہے
زندگی اور بھی دشوار ہوتی جاتی ہے

مست نظموں کو ذرا روک ٹوک لے لے ساتی

بزم کی بزم ہی سرشار ہوتی جاتی ہے

دل امنڈنے پہ بھی آئندہ نہیں گرنے پاتے

غم کی دنیا بھی تو خود دار ہوتی جاتی ہے

ایک میں کہ ہر اک شرح لٹا باتا ہوں

اک طبیعت ہے کہ پیراں میں جاتی ہو

دل کی دنیاہری لذت کش آزار نہیں

بکیر و لذت کش آزار ہوتی جاتی ہے

جیسے بے سائیں گے وہاں سے نگہ شکن سبیل

ختم اب حسرت دیدار ہوتی جاتی ہے

میرا فتنہ نہ جو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے

ساری دنیاہری غم خوار ہوتی جاتی ہے

راج تو حسن کو بے غم سے شکایت مبراؤ عاشقی بر سر پیکار ہوتی جاتی ہے

کیفیت

خُرد پائے شراب کے بدے۔

غم ملا اضطراب کے بدے

زندگی کام یاب کیوں دے دی

زندگی خراب کے بدے

ہے لبوں پر تبسم رنگیں

آج تو بیچ و تاب کے بدے

عاشقی دُور تر بنا دے مجھے

عاشق یارِ یاب کے بدے

تم نے پائی ہے اُت بوانی میں

اک قیامت شباب کے بدے

اللہ اللہ یہ رنگ کیسا ہے

بے حجابی حجاب کے بدے

دولتِ دو جہاں نہ لوں بہرِ آد

میں غم بے حساب کے بدے

میرے لئے

جب وہ ہوں بے قرار میرے لئے
کیوں نہ تڑپے بہار میرے لئے

عشق میں ہیں تباہیاں لازم
نہ اشکبار میرے لئے

یکبختی میں تمہیں مسیری نظریں
نہ ہوئے جلوہ بار میرے لئے

ایک میں اس جہان مستی میں
بیخود و ہوشیار میرے لئے

آپ کیا روئے بلکہ ہے گریاں
میرا خود حال نہار میرے لئے

ہیں سکون کے لئے تڑپتا ہوں

ہے سکون بے قرار میرے لئے

دشمن کرئی یہ کس نے اسے ہزار
گزشتیں روزگار میرے لئے

بے بسی شوق

آہ دل سے نکل ہی جاتی ہے
 کچھ طبیعت بہل ہی جاتی ہے
 زندگی کی شکایتیں کیسی
 یہ ستم گر بدل ہی جاتی ہے
 اسے مرے دل کے دیکھنے والو
 حالتِ دل سنبھل ہی جاتی ہے
 بزمِ آتی ہے اپنے رنگ پہ جب
 شمعِ محفل میں جل ہی جاتی ہے
 وہ جھمکتے ہیں دیکھ لبتا ہوں
 ایک حسرت نکل ہی جاتی ہے
 وقت پر مہیرے کیا کہوں دنیا
 اپنی نظریں بدل ہی جاتی ہے
 اک نہ اک بات پر سدا بہ سزا
 اُن سے اور مجھ سے چل ہی جاتی ہے

نتیجے کے پیام

وہ نتیجے کے پیام کئے جا رہے ہیں کیوں

قصہ مرا تمام کئے جا رہے ہیں کیوں

نظریہ ملا رہے ہیں ہر اک سے وہ بار بار

افسانہ میرا عام کئے جا رہے ہیں کیوں

آنکھوں میں اُن کی اشک الہم خیریت تو ہے

برہم مرا نظام کئے جا رہے ہیں کیوں

زلفوں کو اپنے رخ پہ گرائے ہیں کس لئے

اب تک سحر ہے شام کئے جا رہے ہیں کیوں

مجھ تک جو آ رہے ہیں تو تاخیر سے غرض

ہر ہر قدم قیام کئے جا رہے ہیں کیوں

حدیثی ہے کوئی اُن کے ستم یا سئے ناز کی

جینا مرا حسرت کئے جا رہے ہیں کیوں

ہنر آداس کا راز سمجھ میں نہ آ سکا

تجربہ عجیب کے وہ سلام کئے جا رہے ہیں کیوں

بے خودی جنوں

نہ ہے وہ الم سی نہ ہے وہ خوشی سی

ملی ہے مجھے ایک شے زندگی سی

یہ تاریکیاں کیوں فرو ہو رہی ہیں

یہ کیوں آج ہونے لگی روشنی سی

نظر آ رہے ہو جو غم ہسرباں سے

تو محسوس کرنے لگا ہوں خوشی سی

اٹھائی ہیں کیا آپ نے مست نظر ہیں۔

محبت کی دنیا میں ہے بخیر سی

خدا کی قسم بھول جاؤ نہ مانہ

جو ہو جائے حالت تمہاری مری سی

تصور ہے یا آپ خود سامنے ہیں

نگاہوں میں تصویر ہے آپ کی

دعا ہے الہی جہان وفا میں

کسی کی نہ حالت ہو ہزار کی سی

نثر ما کے دیکھو

ازہر آؤ ناں اب تو نثر ما کے دیکھو

محبت پہ اب تو سنم ڈھا کے دیکھو

محبت سے کتنی حسین اس کا جلوہ

بہت دُور ہو کچھ قریب آ کے دیکھو

خیال محبت میں کھویا ہوا ہوں

مجھے بوش میں تم ذرا لے کے دیکھو

جو دل ناز نثر ما کے کو چاہتا ہے

بڑے شوق سے ناز فرما کے دیکھو

قلم میرے سر کی تو کھاتے ہو اکثر

قلم اپنے سر کی بھی تو لے کے دیکھو

مراد دل - مری ایک مشتتا نہیں ہے

ذرا اس کو کچھ تم ہی سمجھا کے دیکھو

جے اک لفظ ہزار اذیتا نہیں الفت
گر اس کے معنی تو پھیلا کے دیکھو

حاصلِ سجدہ

ہاں نقشِ کھٹ پائوں	میں حاصلِ سجدہ ہوں
خالق ہوں کہ بندہ ہوں	کیا مجھ کو خبر کیا ہوں
کلب بچوسنے والا ہوں	وہ عہد کسی کے میں
بد نام ہوں رسوا ہوں	مہراج و فاطمی
میں دیکھ کے روتا ہوں	وہ رونے پہنتے ہیں
میں عشق کا قصہ ہوں	تم حسن کا افسانہ
میں مرتے کو جیتا ہوں	سب جینے کو مرتے ہیں
مارا ہوں نہ جیتا ہوں	میں عشق کی بازی کو
میں کس کی تمستہ ہوں	تم کو مرے ارماں ہو

بہسزا د وہ سنتے ہیں

جو شعر میں کہتا ہوں

ہنسلے آرزو

خدا جانے یہ کس عطا ہے
 کہ دل تک آشنائے مدعا ہے
 مجھے دیکھو جو خود کو دیکھنا ہے
 کہ خود منزل ہی منزل کا پتا ہے
 محبت میں خد ابھی ہنلا ہے
 خدا جانے محبت چیز کیا ہے
 نظر آتے تو تم بھی مضطرب سے
 تمہارے دل میں بھی محشر پیا ہے
 مجھے کب واسطہ اب ناخدا سے
 کہ اب کشتی کا طوفاں ناخدا ہے
 جہین شوق پہنچتی ہے ادھر سبوں
 یقیناً یہ انہیں کا نقش پاتا ہے
 مرا کیا ہے میں غم میں مبتلا ہوں
 مگر غم کو یہ آخر کیا ہوا ہے
 بتاؤ تیرے ہیں سے کب انصویر
 کوئی غم سا نظر میں پھر رہا ہے

ذکیوں تر پائیں دل اشعار ہزارو

کہ وہ شاعر بھی تیرے چپین سا ہے

خیالاتِ جنوں

ہم خیالاتِ جنوں میں پہ گئے ہائے کیا کہنا تھا اور کیا کہ گئے
 میرے رونے پہ وہ سنس کر رہ گئے اک فسانہ سن گئے اک کہ گئے
 ہم زمین و آسماں کی سختیاں چار دن کی زندگی پہ گئے
 غم کا کیا کہنا زبانِ حال سے بے کہے بھی ہم تو سب کچھ کہ گئے
 منزلِ مقصد پہ پہنچا کارواں ایک بس ہم تھے کہ پیچھے رہ گئے
 ہائے پیچھے رہ گئی حدِ جنوں جانے کس رویں ہم آگے بہ گئے
 کیا بجائے داستانِ حُسن کے ہم محبت کا فسانہ کہ گئے
 اُن سے اپنی بے خودی شوق میں جو فسانہ یادِ مٹسداہ کہ گئے

اب کہاں بہرِ اُدوہ بھش جنوں

صرف کہنے کو فسانہ رہ گئے

شیرائے اضطراب

ہر وقت کہ رہا ہے یہ شیرائے اضطراب

اُن ہائے درد ہائے خلش ہائے اضطراب

دنیا سے لپکتی ہے یہ دنیا سے اضطراب

کس کس کو بت جہاں میں تمنا ہے اضطراب

وہ پر سکون دل نہیں ہاں پر سکون دل

جس پر سکون دل میں نہیں جائے اضطراب

ستے جانِ عشق جانِ محبت اسی کا نام

دل کی وہی خلش کہ چو کہلائے اضطراب

بن بادوں کچھ سے کچھ ہیں جہاں خراب ہیں

مجھ پر کریم ذرا سا جو فرمائے اضطراب

کیا فکر ہے تجھے مرے اسے ناخدا کے عشق

ستے پر سکون دل میں مرے جائے اضطراب

ہزاراد کا تو نام ہے ہزارِ اضطراب

ہزاراد کو نہ کس لئے ترپائے اضطراب

کیا کہنا

اک شمع کی الفت میں جل جانے کا کیا کہنا
 یہ سوختہ سامانی پروانہ کا کیا کہنا
 خود اپنی زباں سے وہ دیوانہ کہیں جس کو
 اللہ مرے ایسے دیوانے کا کیا کہنا
 وحشی کی نگاہوں میں وہ گھر ہو کہ گلشن ہو
 ہر چیز ہے دیوانہ ویرانے کا کیا کہنا
 جیسے نہیں اب کچھ رحم تکلف ہی
 یوں سامنے نظروں کے آجانے کا کیا کہنا
 اک حسن مجسم کا خود بوسے وفا بن کر
 دنیائے محبت میں چھا جانے کا کیا کہنا
 دنیائے محبت میں یوں دیدہ و دانستہ
 ہرشیار سے دیوانہ بن جانے کا کیا کہنا
 جس جا بھی نظر آئے ذروں میں تجلی سے
 سجدے کے لئے اُس جا جھک جانے کا کیا کہنا
 آسو نظر آتے ہیں بے درد کی آنکھوں میں
 بہر آد محبت کے افسانے کا کیا کہنا

خدا کے تصور

خدا کے تخیل خدا کے تصور

مذہب مجھ کو تو کچھ سوائے تصور

ننگے ہیں مری آستانے تصور

بے دل واقف ماجرا کے تصور

کروں میں تصور کو کیوں کرنے بھرے

کہ میرا خدا ہے خدا کے تصور

کئے ہوں بہت دیر سے بند آنکھیں

تمہاری قسم میں براے تصور

ننگا ہوں کا مرکز بنے جا رہے ہو

بڑے لطف کی بے عطاے تصور

حبیبین محبت حبیبین محبت

مبارک سچے نقش پائے تصور

تصور نے نبی مجھ سے کی بے وفائی

زبان پر بے ہزاراے تصور

نمائے حسین

ابھی سدا مجھ کو ترپائے کوئی
فریبِ محبت دیئے جائے کوئی

خرا مان خرا مان نگاہیں جھکاتے
مرے سامنے سے گزر جائے کوئی

محبت مرا حال ایسا بنا دے۔
اگر مجھ کو دیکھے تو تشرمائے کوئی

نہیں چاہتا خود میں اٹھسا کرنا
خیالات خود میرے پا جائے کوئی

محبت کی دنیا میں ہم چاہتے ہیں
ہمارے مقابل نظر آئے کوئی

اگر زندگی محبت یہی ہے

تو ہم پر کرم اب نہ فرمائے کوئی

میں بہر اد وہ زندگی چاہتا ہوں

کہ ہر لمحہ جس میں نظر آئے کوئی

قربانِ تمنا

اک تپسہ زنجی سالہ نہیں قربانِ تمنا

دامانِ تمنا نہ گریبانِ تمنا

ہے آرزو سے بے سرو سامانِ تمنا

بس ایک نظر دیکھو وہ جانِ تمنا

اس یاس کا اس بچر کا اس غم کا براہ

ہاتھوں سے چٹا جاتا ہے دامنِ تمنا

بے دینِ تمنا کا تری شوخ نگاہی

بے کفر ادا کی تری ایساں تمنا

اب دروہے باقی نہ خلش پر نہ پیشہ

کوئی بھی نہیں سلسلہ جنباںِ تمنا

اشک آنکھوں میں آتے ہی چلے جاتے ہیں میرے

بڑھتا ہی چلا جاتا ہے طوفانِ تمنا

کیا حسن کو معلوم کہ کوتاہ نظر ہے

میں جانتا ہوں وسعتِ دامنِ تمنا

نہ چاہتے ہو وہ کریں تخریبِ محبت ہزار اذو کھا ہے یہ عنوانِ تمنا

حوصلہ شوق

عشق کا اور حوصلہ ہو جائے

حُسن بڑھ کر اگر خدا ہو جائے

دل اگر عشق میں فنا ہو جائے

موت یہ زندگی نہ رہا ہو جائے

گر جبین وقفِ نقشب پاہو جائے

حق محبت کا کچھ ادا ہو جائے

میری کشتی ہے خدا پر نظر

دُور نظروں سے نا خدا ہو جائے

زندگی بھر کی ساقیا پی لوں

گر دیر توبہ آج وا ہو جائے

یوں تو شہمت میں کچھ نہیں ہو مری

تم جو چاہو تو کچھ بھلا ہو جائے

دیکھ کر تجھ کو با وفا بہسزاد

ساری دنیا نہ با وفا ہو جائے

ناکام ضبط

ناکام ضبط کیوں نہ ہوں اسے سُخُنِ یارِ ہم
کب کے کٹا چکے ہیں سکون اور قرارِ ہم
ہوں وجہ انتظار نہ کیوں اشکبارِ ہم
کب سے اُٹھا رہے ہیں غم انتظارِ ہم
نہ نے ہی تو جیبیں کو کیا ہے جیبیں شوق
قربانِ تجھ پہ نقشِ کفِ پائے یارِ ہم
اُدکِ حُسن و عشق کی دونوں کی لاج ہے
ہم پر ہنسا رہا تھا تو تم پر ہنسا رہا ہم
معلوم ہے یہ خوب کہ آنا محال ہے
کرنے کو کہ رہے ہیں ترا انتظارِ ہم
اُن کی نگاہِ ناز میں نظروں کو ڈال کر
ہاں دیکھتے ہیں جلوہٴ بے دردِ گارِ ہم
کرتے ہیں بندگی جو محبت کے نام پر
ہزار آؤ کو بھی کر لیں نہیں میں شمارِ ہم

سوادِ غم

سوادِ غم کہ غم ماسوا نہیں ملت

کوئی بتائے محبت میں کیا نہیں ملتا

چلو تلاش کریں ہٹ کے دو جہاں ^{کہیں} سڑیا

کہ دو جہاں ہیں تو اس کا پتا نہیں ملتا

یہ شاہ راہِ محبت ہے ہم سفر کو یہاں

نشانِ سجدہ تو ہے نقشِ پا نہیں ملتا

جبینِ شوق میں ہر دم ٹپ سی رہتی ہے

زہے نصیب کہ مجھ کو خدا نہیں ملتا

نہ پوچھو مجھ سے کہ ملتا ہے کہا اٹھیں نہ ابد

کسی کا جلوہ رنگین ادا نہیں ملتا

گدا نوا زبیاں رہتی ہیں تشنہ بخشش

گدا نواز کو جب تک گدا نہیں ملتا

میں دو جہاں میں گم راہ مدعا بہرِ ادا

کہ دو جہاں میں مراد مدعا نہیں ملتا

مُبَارک

یہ رند و اساعز و پینا مبارک

یہ بادل دیکھ کر پینا مبارک

نڑے تارِ نظر سے و حشیدوں کو

گریباں پھاڑ کر پینا مبارک

محبت میں کسی ظلم آفرین کی

ہمیں مہر کے پینا مبارک

مبارک اُن کو روئے پر تنہم

ہمیں یہ اشکِ غم پینا مبارک

مُبَارک مجھ کو میری صدا و طہنیت

نگاہِ غیر کو کسبنا مبارک

پس پہا کہ رہا ہے پی کہاں ہے

یہ مجھ کو میرا آئینا مبارک

جو بہر آدِ حسریں اُن کے لئے ہو

وہ فرنا اور وہ جبینا مبارک

اغنیاء

نوائے ندامت مگر اعتبار ہے

اے جان انتظار ترا انتظار ہے

روزِ نق نہیں ہے غنچہ نگل برگِ بارِ پر

آ جا کہ منتظر تری فصلِ بہار ہے

اک ہیں کہ مجھ سے خُشن کا ہر ذرہ منخرت

اک تم کہ تم پر عشق کا عالم نثار ہے

دیکھا تھا کیا ازل میں ترا پسِ کربیل

اب تک نصائے عشق میں قائم بہار ہے

دُوبا جہانِ عشق - وہ دُوبا جہانِ عشق

طوفانِ اشک اشکِ ہوا اور حتمِ بار ہے

صدقے ہزار سرِ کروں میں پائے بارِ پر

وقتِ سرِ نیاز اگر پائے بار ہے

وہ خُشن جو ہر لفظِ محبت سے آشنا

اس خُشن پر جہانِ محبت نثار ہے

بنیادِ مقلطرب سکون سے ہے دورِ دُؤ ہزارِ جس کا نام ہے اک بقرار ہے

بہار گلستاں

تو ہی ہے تو ہی ہے بہار گلستاں

تو ہی ذات ہے پردہ دار گلستاں

ہے دم سے ترے اسے نگار گلستاں

یہ سب رنگ و بو یہ بہار گلستاں

تو ہی میرا گلشن تو ہی فصلِ گل ہے

ترے دم سے ہے اعتبار گلستاں

ہر اک چہرے پر تیرا عکس جو انی

نظر ہو رہی ہے نثر گلستاں

ترے حسن کا گل چین پر ہے سیکہ

نوشاد چین تاج دار گلستاں

خنداں اک نظر میں بہار اک نظر میں

تجھے دے دیا اختیاء گلستاں

چمن کا ہر اک ذرہ خود اک چین ہے

عقیق جمالی نگار گلستاں

دکھ دے کوئی اس سکونِ تین کو

میں بہر آدھوں بے قرار گلستاں

اور کہوں کیا

تم شمع میں پروانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 خود کہتا ہوں دیوانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 کہنے کا مجھے ہوش نہ مرنے کا مجھے ہوش
 خود آپ سے بیگانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 جس شمع کے پروانے ہیں دنیا کے یہ ذرے
 اُس شمع کا پروانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 ساقی تجھے کیا کام مرے نام و نشان سے
 میں طالب پیمانا ہوں اب اور کہوں کیا
 یہ گردشِ دوراں مری قسمت میں لکھی ہے
 شہج کا اک دانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 میں عقل و خرد عشق و وفادار دردِ غم و رنج
 ہر چیز سے بیگانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 سجدے مجھے کرنے دے دریا رہ پہ زاہد
 بیہوش ہوں دیوانہ ہوں اب اور کہوں کیا
 دیوانہ سمجھتے ہیں وہ ہزار مجھے تو
 یہ سچ بھی ہے دیوانہ ہوں اب اور کہوں کیا

۴۰۰ فُتُوں

ہیں تصویر جسا تو سکتا ہوں
ان کو دل میں بٹھاتا تو سکتا ہوں

نقش پا؟ سر ٹھبکا تو سکتا ہوں
اپنی منبزل پہ جاتا تو سکتا ہوں

دل ہیں بے میرے حسرتوں کا ہجوم
شورِ محشر اٹھاتا تو سکتا ہوں

دل میں اگر جذبہ محبت ہے
ان کو اپنا بناتا تو سکتا ہوں

گر اُنہیں یاد آ نہیں سکتا
اُن کو دل سے بھلاتا تو سکتا ہوں

غم میں ڈوبا ہوا فسانہ ہے
اُن کو پہیروں زلاتا تو سکتا ہوں

حالتِ دل دیکھنا نہیں سکتا
حالتِ دل تو سنا تو سکتا ہوں

رکھ کے قدموں پہ سر کو اسے بہر آد
سوچی قسمت جگا تو سکتا ہوں

ہیں

کیا بتاؤں کسی کو کیا ہوں ہیں

اُن کا دُھن دلاسا نقش پا ہوں ہیں

آ رہی ہیں جو چکیا پیہم

کیا تمہیں یاد آ رہا ہوں ہیں

اس قریب نگاہ کے صفے

جس کے دھوکے میں آ گیا ہوں ہیں

اُن کو نظروں پہ بھی چڑھانہ سکا

کس قدر پست جو صلہ ہوں ہیں

بھیری دُنیا کا آسرا ہے غم

غم کی دُنیا کا آسرا ہوں ہیں

مجھ کو طوقاں کا خدمت ہی کیا ہے

اپنی کشتی کا زخا ہوں ہیں

کہہ نہی مجھ کو بتا سکتے اسے بہراؤ

سُکڑا ہوا ہر سمندر شہتہ نہا ہوا میں

فریب

کتنے حبیبِ فریبِ تمنا دیا گیا

محسوس بھی نہ ہو سکا دھوکا دیا گیا

تم کو ازل میں حسنِ تجلی دیا گیا

میری نظر کو ذوقِ تماشا دیا گیا

یا کل ہی غرق ہو چکا تب بکرِ عشق میں

اُس وقت ہائے مجھ کو سہارا دیا گیا

جب یہ بتاؤ بیچہ کے سب دن کو روؤں میں

جس دن کو تجھ کو ذوقِ نظاں دیا گیا

لی کر شرابِ شبنمِ صدف نہ کس طرح

جب مست آنکھڑیوں کا سہارا دیا گیا

جب مجھ کو اس آگئی دنیاؤِ عاشقی

نا کامیوں کو ایک اشارہ دیا گیا

بہاؤیہ کے بچی ہم سٹیشن رہے

دھوکہ دیا گیا تبیں دھوکا دیا گیا

رازِ دِانِ عِشقم

کہ جو رہا ہے داستانِ اصل میں کوئی اور ہے

ہاں میرے غم کا رازِ دِانِ اصل میں کوئی اور ہے
دیکھئے غور سے اگر آتا ہے اور کچھ نظر

پردہٴ حُسن میں نہاں اصل میں کوئی اور ہے
گل میں کہاں ہے یہ کشش دے کسی قلبِ خلش

گل نہیں حُسنِ گلستاں اصل میں کوئی اور ہے
کیا ہیں زمین پہ خشک و تر کیا ہے فلک یہ یہ قمر

زیبِ زمین و آسماں اصل میں کوئی اور ہے
اے میرے گلشن و چین برق نہیں یہ شعلہ زن

میرے قریبِ اشیاں اصل میں کوئی اور ہے
کون ہے آکے روئے روئے جو قریب آرزو

حاصلِ چشمِ خنجرِ چمکاں اصل میں کوئی اور ہے
آپ کی یہ سخا نہیں آپ کی یہ عطا نہیں
حال یہ میرے ہر باں اصل میں کوئی اور ہے

جستجوئے عشق

اپنی تیری کیا ہے آرزو اسے دل

حُسن ہے تیرے رویہ و اسے دل

کچھ نہیں اس میں رنج و غم کے سوا

عشق کی گرنہ جستجو اسے دل

سننے پائے نہ دہریں کوئی

حُسن و الفت کی گفتگو اسے دل

پہ رہنے اب کبلا کہاں جا کر

تجھ کو روتی ہے آرزو اسے دل

حُسن کے چار سؤ حسیں جلوے

ہر طرف تیرے آرزو اسے دل

ہاں تصور کا تیرے کیا کہنا

لاکھ جلوے ہیں رویہ و اسے دل

تیرا ہم درد ہے بہت بہت سزا

اس کو برباد کرنے تو اسے دل

زندگی کے کھیل ۵۴

کچھ غم کے کچھ خوشی کے کچھ حسن و عاشقی کے
یاں کھیل کے تو کھیں کچھ کھیل زندگی کے
وہ اتنا سنے اُلفت و دروں طرف محبت
افسانے پاؤ آئے بھولے ہوئے کبھی کے
کیا پتہ ہے یہ دنیا اللہ رہے بے وفائی
کوئی نہیں ہمارا اور ہم ہیں ہر کسی کے
یکبارگی یہ تم نے اپنی نقاب الٹ دی
جیسے ہر ایک شے پر اندازہ دہری کے
ہیں دیکھنے کے قابل مجبوریاں کسی کی
ہے بے بسی ہمارے اور ہم ہیں بے بسی کے
ہر عہد پر کسی کے بے اعتبار کیسا
یہ دل کی سادہ لوحی خسران سادگی کے
لے دے کے اُس نے دل سے دیکھا ہے آپ ہی کو
ہزاروں کی نظر میں جلو سے ہیں آپ ہی کے

بندہ بنا دو

خدا گر نہیں مجھ کو بندہ بنا دو
 حقیقت نہیں تو تماشہ بنا دو
 سمجھ میں جو آئے وہ نقشہ بنا دو
 محبت بنا دو تمہارا بنا دو
 بنا دو خدا یا کہ بندہ بنا دو
 مجھے تو حقیقت کا غشا بنا دو
 اگر یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
 مجھے عشق کی ایک دُنبیا بنا دو
 یہ گمشدن یہ صحرا یہ ذرے یہ سورج
 ہر اک شے کو مجھ کو تماشہ بنا دو
 زہی جامِ حیر نے کہ توبہ کو توڑا
 اسی جام کو جامِ توبہ بنا دو
 جو بگڑے مقدر بنے بھی تو کیا ہے
 اگر ہے ارادہ تو اچھا بنا دو

۵۶
جو بخشی ہے ہزاراد کو غم کی دُنیا
ہر اک چیز کو غم کی دُنیا بنا دو

محبت کے موتی

وفا کے لئے وقت ہونے لگے ہم	کسی کے لئے رونا لگے ہم
چمکنے لگے پھر محبت کے موتی	کہ پلوں میں آنسو پرشنے لگے ہم
غموں سے طبیعت ہے مانوس اتنی	کہ ہنسنے کے بدلے بھی رونا لگے ہم
ہر اک شے میں کیا آپ ہی جلوہ گر ہیں	جو ہر شے سے مانوس ہونے لگے ہم
خوشا وہ نظر جس پہ غم مسکرائے	زہے وہ نظر جس پہ رونا لگے ہم
زمانے سے کہ روہیں بھول جائے	کہ اُن کے لئے وقت ہونے لگے ہم
مہیا رک پڑاے چشمِ مستِ محبت	کہ بیگانہ ہوش ہونے لگے ہم

یہ ہزاراد امن پہ کیا داغ غم ہیں
جو اشکوں سے دامن کو دھونے لگے ہم

مقصود غم

عشق کا کام غم اُٹھانا ہے

غم کا مقصود مسکراتا ہے

دو زمانوں میں اک زمانہ ہے

ایک مسیحا تراشنا ہے

کیا تمہیں جلوہ پھر دکھانا ہے

کیا فگاہوں میں پھر سمجھانا ہے

جس سے مسخوڑ گل زمانا ہے

اک ہر اک تراشنا ہے

کہ شکایت ہے اُن کی قلب تہیں

اُن کی عادت ہی بھول جانا ہے

نسنے بیٹھو نہ ہائے کچھ بھی نہیں

کہنے بیٹھو تو اک فنا ہے

زندگی! زندگی ہے اسے بہرہ

مرنا جسے تو اک مہانا ہے

۵۸ گر یہ عیش

زلیست میں زندگی پہ روتا ہوں

عشق کی بے بسی پہ روتا ہوں

میرے ہر غم پہ مسکراتے ہو

میں اسی سادگی پہ روتا ہوں

وہ تمہارے لئے ہو یا میرے

اب تو میں ہر خوشی پہ روتا ہوں

روتنا چاہتا ہوں تو رہ نہیں سکتا

اپنی اس بے بسی پہ روتا ہوں

اُن کے جلووں میں کھو گیا بے درد

دل کی میں بے خودی پہ روتا ہوں

سانفہ دینا نہیں کوئی عشم کا

گر یہ بے بسی پہ روتا ہوں

جو نہیں اُن کے واسطے ہنر آو

اپنی اس شاعری پہ روتا ہوں

خطاب بہ نفسِ پا

دل بھی ناداں ہوا جاتا ہے

دشمن جان ہوا جاتا ہے

دیکھ کر آج وہ مجھے خوش ہیں

کفر ایمان ہوا جاتا ہے

عشق سے بچ کے چل رہا ہے کدھر

خون ارمان ہوا جاتا ہے

کام لے عشق ضبط کر رہا ہے

دل پریشان ہوا جاتا ہے

نقش پاؤں کیسی ہر سجدہ

نچو پہ نفسِ ریاں ہوا جاتا ہے

آج تو کفر کا ہر اک خیال

میرا ایمان ہوا جاتا ہے

جوش و خروش سے میرا ہر دامن

اک گریبان ہوا جاتا ہے

نچو کو بھی خبر ہے اسے ہزار

کس پہ قربان ہوا جاتا ہے

رازِ محبت

ہے عشق مرے دم سے میں رازِ محبت ہوں

میں نازِ محبت ہوں اندازِ محبت ہوں

میں مرکزِ درد اور غم میں حزن کا اک عالم

کیوں سوز نہ ہو مجھے میں دم سازِ محبت ہوں

جلوسِ مری نظروں میں کیوں کرنے مستقیم ہوں

میں محبِزہ الفت اعجازِ محبت ہوں

میری ہی کہانی ہو میری ہی زبان ہو

میں رازِ محبت ہوں آوازِ محبت ہوں

مشکل سا سہما اک دشوار سا عقدہ اک

خود پر بھی نہیں ظاہر وہ رازِ محبت ہوں

جس کو کہ ہر اک لمحہ خود حُسن اٹھانا ہے

میں عشق کی دنیا میں وہ نازِ محبت ہوں

بہزاد! حبیب اگر عزت مری کرتے ہیں

میں حُسن کی نظروں میں اعجازِ محبت ہوں

مرکز عشق

پھر نگاہیں چار سہ مارتے ہیں آپ

کیوں مجھے سسر کا رتڑ پاتے ہیں آپ

ماتے نظروں کے حبیب آتے ہیں آپ

دل کی رگ رگ میں سما جاتے ہیں آپ

اگیا مجھ کو شبین ہریات کا

میرے سسر کی کیوں قسم کھاتے ہیں آپ

زندگی ہے زندگی ناپائیدار

زندگی پر ناز فرماتے ہیں آپ

مرکز عشق مرکز الام ہوں

میری جانب کیوں بڑھے جاتے ہیں آپ

چپ جو رہتا ہوں تو گھٹ جاتا ہوں

آہ کرنا ہوں تو گھبراتے ہیں آپ

کیا ہوتی بہزاد کی وہ زندگی

بس پہ اب تک ناز فرماتے ہیں آپ

رسم و راہ

آپ سے رسم و راہ کرنا ہوں

زندگی کو تنباہ کرنا ہوں

تیسری رحمت پہ ناز کرنا ہوں

بے غل و غش گناہ کرنا ہوں

تو یہ کرتا ہوں ہر گناہ کے بعد

بعد تو بہ گناہ کرنا ہوں

کتنے پُر سوز ہیں ہر سے نالے

کتنی پُر درد آہ کرتا ہوں

عشق و الفت ہیں گریہ غم کا

آنسوؤں کو گواہ کرتا ہوں

بھول جاتا ہے ساری دنیا کو

آپ پر جب نگاہ کرتا ہوں

مسکرا کر میں خندہ گل پر

دل میں نگہ کشن کے راہ کرتا ہوں

بے وفا بھی دیکھے بہ سزا

کس طرح سے نیا کرتا ہوں

پنجوری

ان کے خراب ہوش کو اتنی خیر کہاں

جیسے کہاں ہیں ان کے اور اپنی نظر کہاں

کدیہ تھی اس طرف نہیں بچا نہ بھی نہیں

لے جاے نہ دیکھتے یہ تری رہ گزر کہاں

بوتلم ہی جنوہ پیر ہر اک جلوہ نگاہ میں

آخر بیتاؤ چاہیں خراب نظر کہاں

مجھ کو پاؤں کر نہ دے شہر کی جستجو

بٹکا کے جا رہا ہے مجھے راہ پر کہاں

سے سن و شوق آتشا عورت درانہ یاد

نہ نہ تیرے نصیب میں غم کا اثر کہاں

کامیابیاں ہیں یہ بادیاں قبروں

تم کیوں دعا کریں کہ دعا میں اثر کہاں

نشدہ اندر رہتی ہیں تھی یہ ریاست زندگی

پیرا کہ جو جہاں کو رہا سنگ نہ کہاں

دل کی راہیں

آپ پھرتے ہیں دل کی راہوں میں

آپ ہی ہیں مری نگاہوں میں

ہر گنہ ہے امیدِ رحمت پر

ہے لطافتِ مرے گناہوں میں

کیوں نہ ہوں لاکھ مے کردے قصاں

کیفِ بے حد ہے ان نگاہوں میں

منزلِ عشق پر ہے ناکامی

مشکلیں عاشقی کی راہوں میں

عشق اے عشق! ہے اہلِ رقصاں

حُسن کی خشمگین نگاہوں میں

جب کہیں سر ہوئی ہے یہ منزل

دل بھٹکتا پھرا ہے راہوں میں

اُن سے بچنا محال ہے بہرِ آد

کیف ہے کیف ہے نگاہوں میں

آتش عشق

آہوں سے ہم اک آگ سی برسا کے رہ گئے
 دنیا سے اختیار کو گھبرا کے رہ گئے
 یہ ظلم گر کرم ہے جفا ہے اگر عطا
 کیوں اپنے ظلم و جور پہ شرماء کے رہ گئے
 تیرے تصورات کے قربان جائے
 میرے نخیلات پہ چھا چھا کے رہ گئے
 غم بھی نہیں نصیب الم بھی نہیں نصیب
 ہم زندگی عشق کا غم کھا کے رہ گئے
 حسرت ہے کوئی چیز نہ ارماں ہے کوئی شے
 دل کے حسب میں فریب میں ہم آ کے رہ گئے
 جو خوش نصیب عشق تھے منہ زل پہنچ گئے
 جو بد نصیب عشق تھے گھبرا کے رہ گئے
 ہزار عشق تھے ہم نہیں بے خطا نہیں
 بانڈوں میں ہم جہان کی کیوں آ کے رہ گئے

بھول جا

اے دل تو یا لفظِ محبت کو بھول جا

یا اس جہانِ عشق میں راست کو بھول جا

بد قسمتی سے جو کہ مرتبہ نہ ہو سکی

الفت کی اس حسین حکایت کو بھول جا

جس کو کہ دل قبول کرے اُس سے دل لگا

افسانہٴ محباز حقیقت کو بھول جا

مدتِ پروئی گئے ہوئے فصلِ بہار کو

دستِ جنوں سے کہ دو کہ وحشت کو بھول جا

اے عشقِ بیوفائی تو فطرت ہے حسن کی

بیتِ دل نسیمِ پری بہشت کو بھول جا

جو عارضی ہے اُس کی تمنا فصول ہے

غم کی تلاش کر لے طبیعت کو بھول جا

کب تک یہ آہ سرد کہیں تک یہ اٹک بے خبر

پہر آؤ زندگیِ محبت کو بھول جا

دلوے

اپنی کیفیت جنوں کے نثار

اور ترسے قلب پر سکوں کے نثار

قتل کر کے مجھے لاشیاں ہے

نہیں ترسے حسن سیرنگوں کے نثار

بے پتے جس سے محبت ہو چاؤں

تیرے اس جام لالہ گڑوں کے نثار

اب تو جیتا بیاں ہیں اور کچل ہوں

ایک کون ہے کہاں سکوں کے نثار

اب گرمیاں ہے اور نہ دانت ہے

اس پہار اور اس جنوں کے نثار

اس کا مارا کبھی نہیں بچتا

جو نظر میں ہے اس فسون کے نثار

زندگی زندگی بنی بہ سزا

نہ در پہاں غم دروں کے نثار

محبت پہاڑ

میرے دل میں پہاڑ محبت ہے
 میرے رُخ سے عیاں محبت ہے
 اس کی تعبیر ہے ملال و الم
 ایک خواب گراں محبت ہے
 حُسن اتنا نہیں ہے گل افشاں
 جس قدر رخوں فشاں محبت ہے
 اس نے دیکھا ہے میرا حال مگر
 ہاں ہری رازداں محبت ہے
 ہے محبت یہ دو پہاڑ کا مدار
 حاصل دو پہاڑ محبت ہے
 تم محبت کو کیا سمجھتے ہو
 وجہ کون و مرکاں محبت ہے
 دل کے ہر داغ آرزو کی قسم
 جانِ صد گمستان محبت ہے
 ہم تو بہرا د یہ سمجھتے ہیں
 دل محبت ہے جاں محبت ہے

حالتِ حُسن

لئے لئے نظر آتے ہو اشکیار ہو تم

عجب بات یہ ہے وقت انتظار ہو تم

بے آج دستِ جنوں دامنِ محبت پر

فضائے عشق پہ چھپائی ہوئی بہار ہو تم

تمہیں ہی دیکھ کے الفت کی نظر محو نہ

نگاہِ عشق کا کیف آفریں خمار ہو تم

حسین اشک اسی سے پھرے ہیں آنکھوں میں

مرے ہی جذبہ الفت سے بے قرار ہو تم

ہیں دو جہاں میں تابانیاں نظرافروز

کہ دو جہاں کی فضاؤں پہ جلوہ یار ہو تم

میں اس خیالِ محبت نشان کے صفے

کہ جس خیال میں گم ہو کے اشکیار ہو تم

تمہاری حضرت ہزار بخود کی کیا ہے
کہ ہوش کھو کے کبھی ہر طرح ہو شیار ہو تم

عمر محبت

سراشک مری آنکھ کے پینے کے لئے ہے

ہر داغِ محبت مرے سینے کے لئے ہے

کیا نہ کر تجھے بحرِ محبت کے تلاطم

طوفانِ الم مہرِ سیسے کے لئے ہے

کیا تاہرِ رگِ جان سے کروں اسکی درستی؟

کیا چاکِ گرمیاں مرا سینے کے لئے ہے

ہاں عمرِ محبت کی ازل سے بے ابد تک

جو لفظِ محبت کا ہے جینے کے لئے ہے

تیرے نگہِ ناز پہ تیرے نگہِ ناز

سینے کے لئے ہاں مرے سینے کے لئے ہے

اے دامنِ نثرِ روک نہ تو اشکِ ندامت

موتی بہ مرے دل کے خزینے کے لئے ہے

پہر آد تہ سے حسرت و ارمان کی بنیا

مرنے کے لئے کب ہے یہ جینے کے لئے ہے

حالتِ جنوں

یہ حال ہے کہ زمانے سے پوچھتا ہوں میں

وہ اپنا حال جو خود اُن سے کہ چکا ہوں میں

جہانِ عشقِ جہانِ جنوں میں گم ہو کر

مجھے خبر نہیں کیا چسبہ بن گیا ہوں میں

ہر ایک قطرے میں نورانیاں تلاطمِ خمیز

ہر ایک ذرے کو پُر نور دیکھتا ہوں میں

مجھے خبر بھی ہے محفل میں۔ صاحبِ محفل

نری نگاہ کو حسرت سے دیکھتا ہوں میں

مرے تلاش و تجسس کی انتہا ہی نہیں

ترے خیال کی دنیا میں آگیا ہوں میں

ہری لٹا الفت گواہ و شاہد ہے

کسی حسین کا پاکیزہ مدعا ہوں میں

یہ اپنی ذات پہ ہے مجھ کو خسرانِ بہرہ

کہ خود کو عشق کی مسند پر پاریا ہوں میں

ادائوں کے مزے

اسے جان ادا اپنی ادائوں کے مزے لے

دُعا ڈھا کے جفا میں تو جفاؤں کے مزے لے

یہ دل کی فضا ہے یہ نگاہوں کی فضا ہے

ان دونوں محبت کی فضاؤں کے مزے لے

آ۔ اور مرے ساتھ ہیں پی جام مے تاب

زاہد ذرا ان سرد ہواؤں کے مزے لے

تسکین ہی ہو جاتی ہے اک روح کو حاصل

گردِ دل سے دُعا اور دعاؤں کے مزے لے

کیوں ہوش میں تو آنے لگا اے دل بے ہوش

کچھ دیر تو دامن کی ہواؤں کے مزے لے

پہلو میں نہ دل ہے نہ سینے میں تمنا

ہزارِ آہِ حزیں اب تو سزاؤں کے مزے لے

آگینہ دل

سر چمے تو یہ کیا ترسینہ ہے

دل نہیں ہے یہ آگینہ ہے

لگ گئی میری چشمِ نم سے چھڑی

جیسے برسات کا ہینہ ہے

دل کو تم پہ چمکتے ہو دل کیا ہے

حسرتوں کا یہی خزنہ ہے

آئے تو ہیں مگر پھری ہے نظر

یہ ترسینہ بھی کیا ترسینہ ہے

نا خدا دیکھ اور غور سے دیکھ

دُور ساحل سے اک سفینہ ہے

یہ فلک پر ہیں انجمنِ تاباں

یا حبیب پر تیری پسینہ ہے

چار جانب ہوا ہے طوفان

میں ہوں بہرآد اور سفینہ ہے

بخشتا جا

نگاہوں کو کبھی نظر بخشتا جا

محبت بہ نوعِ دیگر بخشتا جا

اُٹھا کر نقابِ رُخ آفتابی

سحر کو تو نورِ سحر بخشتا جا

ادھر بھی محبت بھری اک نظر کر

مجھے دردِ قلب و جگر بخشتا جا

ادھر ایک ناوک ہے اے ناوکِ قلن

متاعِ غنیمتِ مختصر بخشتا جا

وہی گیسو و رُخ کا رنگین تصور

مجھے حُسنِ شام و سحر بخشتا جا

نہ تڑپا نہ ٹٹپا جوائی کا صدقہ

مجھے میرے شام و سحر بخشتا جا

دعاؤں کو ہزار آفرودہ دل کی

ادھر آستارِ اثر بخشتا جا

مناہیں

گر اُس بُتِ عسنا کا جلوہ نظر آجاتا

کیا جانے ان آنکھوں کو کیا کیا نظر آجاتا

اے کاش محبت میں اتنا نظر آجاتا

اُٹھتا ہوا نظروں سے پردہ نظر آجاتا

جس جا پہ بھی میں مجھ سجدہ نظر آجاتا

دنیا وہیں جھک جاتی سجدہ نظر آجاتا

گردِ بختے اشکوں کو خمِ اشک سمجھ کر بھی

ہر اشک کے قطرے میں دریا نظر آجاتا

منزلِ مجھے ہو جاتی آسمانِ محبت کی

مجھ کو کہیں اگر نقشیں سجدہ نظر آجاتا

دنیا کی محبت میں جو لوگ کہ مرتے ہیں

اے کاش اُنہیں حُسنِ نیاز نظر آجاتا

ہزار اگر کرنے کچھ غور محبت میں

ہر نقش میں خود اپنا نقشہ نظر آجاتا

غم کی کہانی

وہ قصہ اہم کا و غم کی کہانی

سُنو تو سُنو اہل غم کی کہانی

محبت محبت بہ صد کامرانی

بہی اک فسانہ بہی اک کہانی

ابھی تک تو دل کہ رہا تھا فسانہ

اب آنکھوں کو کہتا پڑی ہے کہانی

مرے عشق سے حُسن چمکا ہے تیرا

مری زندگی ہے تری زندگانی

شکایت کروں بھی تو آخر کروں کیا

ہے مجھ پر پڑی آپ کی ہر بات

مری شکل سے میری حالت ہے ظاہر

کَمَل زباں ہے مری بے زبانی

تصویر پر شریبان خیالوں کی دنیا

جوانی پہ بہ سزا و صدقے جوانی

تمہارے واسطے

ہر خوشی ہے ہر مسرت ہے تمہارے واسطے
 یہ جہاں دراصل جنت ہے تمہارے واسطے
 جس کو دیکھ کر رہا ہے آہ و نالہ پے پے
 ہر طرف شور و قیامت ہے تمہارے واسطے
 نرگسی آنکھوں میں کیوں آنسو چھلک کر آگئے
 میری بے تابی تو راحت ہے تمہارے واسطے
 میرے چُپ رہنے سے قائم ہے زمانے پر بھرم
 میرا چُپ رہنا عین منت ہے تمہارے واسطے
 نالہ بلیل پیہے کی فغاں میرا بیاں
 جو حقیقت ہے حکایت ہے تمہارے واسطے
 پوچھنے کیا ہو کہ یہ حالت میری کیہ نہ کہہ سکی
 آئینہ خانے میں حسرت ہے تمہارے واسطے
 ہے تمہارے پاس اسے بہر آد جب تک اضطراب
 دل کی ہنسیاں ہیں وحشت تمہارے واسطے

عشقِ مجنون

محبت کے نغمے سنانے چلا ہوں کسی بے وفا کو رولانے چلا ہوں
 خوشی میں بھی آنسو بہانے چلا ہوں محبت کا عالم دکھانے چلا ہوں
 اجازت کبھی دو اپنے بغیر نظر کو میں قلب و جگر آزمانے چلا ہوں
 خراب نظر ہوں خراب محبت خرابی کا عالم دکھانے چلا ہوں
 الہی جبرے دیدہ و دل سلامت محبت کے میں ناز اکٹھانے چلا ہوں
 خیالات رنگیں سے کہ دو کہ چو نکلیں میں بڑھ تصور سجاسے چلا ہوں
 چہرے مہیاں حُسنِ اُلفت کے حامل وہ پیشے دوئی کے اکٹھانے چلا ہوں
 نہ چھوڑے کوئی ذرہ اُن کی خشکی ہر اک ذرے پر سر پہکانے چلا ہوں

ہیں آنکھیں میں ہنر آوازشک محبت

کسی کو میں اپنا بنانے چلا ہوں

کیا کیجئے

نہم سے زینا پسند رہے کیا کیجئے زندگی بیکار رہے کیا کیجئے

بے لگاہ مست پیماناہ صفت ہر نظر سے خوار رہے کیا کیجئے

کیف پا کر اس لگاہ مست سے ہر نفس سرشار رہے کیا کیجئے

دل کو کیا کہئے کہ اس دل کو صر آپ سے ہی پیار رہے کیا کیجئے

عشق میں کو کہہ رہا ہے اک جہاں دامنی آزار رہے کیا کیجئے

یوفا دنیانا کیوں آئے نظر پیہر فاس سے پیار رہے کیا کیجئے

ناگزینہ کسی کے شمع سے برص ہیکار رہے کیا کیجئے

اُن کا شکوہ کیجئے بہراو کیا

دل ہی کب خوار رہے کیا کیجئے

گفتگوئے دل

دل اپنی ہی حالت کے سوا کچھ نہیں کہتا
میں اس کو محبت کے سوا کچھ نہیں کہتا
الفت کی ضرورت ہے مجھے غم کی ضرورت
میں اپنی ضرورت کے سوا کچھ نہیں کہتا
وہ کہتے نہیں میرے فسانے کے سوا کچھ
میں اُن کی شکایت کے سوا کچھ نہیں کہتا
ہو دار و رسن یا کہ کوئی اور سزا ہو
دل میرا حقیقت کے سوا کچھ نہیں کہتا
قدموں پہ تڑے آج مرا سر جو تھکا ہے
میں اس کو عبادت کے سوا کچھ نہیں کہتا
میں نیچے کو کسی طرح بھی اسے مرگ محبت
ہر طرح شہادت کے سوا کچھ نہیں کہتا
ہنر آدمی کسی طرح نظر آئے وہ محفل
جس کو کہیں جنت کے سوا کچھ نہیں کہتا

نہ رہا

میں زمانے سے جدا نہ رہا

منتظر مسیحا کیوں زمانہ رہا

سب سے بہتر ہر افسانہ رہا

جس سے مانو کس کل زمانہ رہا

پوچھتے کیا ہو تم کو ہے معلوم کیا رہا دل میں اور کیا نہ رہا

میرے دل میں مری نگاہوں ہیں

کوئی بھی آپ کے سوا نہ رہا

یہ مری زندگی ہے اور تم ہو

عمر بھر لب پہ یہ ترانہ رہا

ہم نے دنیا پہ جب نظر ڈالی

کوئی اپنا ترے سوا نہ رہا

اُس نے جس دم نقاب رُخ الٹی

کیوں نگاہوں کو حوصلہ نہ رہا

نغم ہوا اپنا مدعا بہر آزاد

کوئی جب دل کا آسرا نہ رہا

کب تک

دل لُجھاتا رہے گا یوں کب تک

اے فنیوں کا رہیہ فساد کب تک

ایک مدت سے مضطرب ہوں میں

مجھ کو ترپاے گا سکوں کب تک

دل سے اُن کو کُجھاؤں گا اپنے

دیکھتے یہ رہے جنوں کب تک

پوچھ کے کوئی اُن سے بتلا دے

آ رہوں گا ہو گا خون کب تک

اے مرے درد کی خاش تو بتا

درد میں مبتلا نہ ہوں کب تک

یہ مہجدا ختم ہونے والا ہے

اپنا افسانہ ہیں کہیں کب تک

عشق کی زندگی اسے تو ہے

عشق کی سنجیدہاں میں کب تک

دیکھو ہزار آدھاپے کے

میری آنکھوں سے دل کا خون

مقدرات

نہم کو گر آشکار ہو نا تھا

میرا پروردگار ہو نا تھا

دل اسی واسطے ملا تھا، ہمیں

وقفِ ایل و مہیا رہو نا تھا

مثلِ گل چاک چاک ہے دامن

یہ تو فصیل بہیا رہو نا تھا

زنگ لاتا ہی اضطرابِ مرا

اُن کو تو بے نسبت رہو نا تھا

حار کھلتا تو کس طرح اپنا

جنبِ کو پروردہ رہو نا تھا

بیشک اس نے لٹا دیئے اپنے

جس کو بھی ہر شے رہو نا تھا

نہم ان پر خندا ہوئے بہرِ ادا

نہم کو جس پر نشت رہو نا تھا

عرضِ شوق

میرا قصہ تمام ہوئے دو

زندگانی کی شام ہوئے دو

بخود ہی سب پہ چھپائی جاتی ہے

اپنے جلووں کو عام ہوئے دو

دیکھتے آؤ تم یو بھی سب کو

ہاں یو بھی دورِ جام ہوئے دو

کیا پڑی تم کو میری دنیا کی

میری دنیا میں شام ہوئے دو

وہ فسانہ کہو گے کہ لبِ نانا

یہ فسانہ تمام ہوئے دو

مست آنکھوں سے پی رہا ہوں میں

ہے جو لبِ سیریز جام ہوئے دو

عُسن و الفت کا آج اے ہزار

منتشر ہر خطِ عام ہوئے دو

حیرانیاں

حیران رہ گیا ہے حقیقت کو دیکھ کر
 شرار ہے حُسنِ محبت کو دیکھ کر
 پھر حُسن کی جبر پہ میں فطرات انفصال
 مجبور آبِ دیدہ محبت کو دیکھ کر
 کون و مکانِ عاشقی جبر میں رہ گئے
 عریاں تخلیاتِ حقیقت کو دیکھ کر
 حیران کہیں ہے دیکھ کے سجدوں کو تو مرس
 یاد آگیا خدائری صورت کو دیکھ کر
 شرارِ حسن والوں کی ہے آرزوئے حُسن
 اس مہری جستجوئے محبت کو دیکھ کر
 میں نے بھی زندگی کو تمسا شا بنا لیا
 اک بے وفا کے رنگِ طبیعت کو دیکھ کر
 بے چین ہو گئے وہ پریشان ہو گئے
 ہزارِ مضطرب تری حالت کو دیکھ کر

فریب آرزو

ہاں فریب آرزو میں مجھ کو لا سکتے ہو تم

میری دنیا کو اگر چاہو بنا سکتے ہو تم

ظلمہ کی شکوہ نہیں ہے جو رکھا شکوہ نہیں

یہ بتاؤ کیا کسی کو کھوس کے پاس سکتے ہو تم

یہ چاہا دل شہد کو کچھ اپنا بنا سکتا نہیں

تم جو چاہو میری اپنا بنا سکتے ہو تم

میں شرف کر چکی نظر اس کی بتے تم ہو سنا سنو

یہ گویا معلوم ہر شے میں سما سکتے ہو تم

یہ نظریہ مجھ پر ہاں میں غاشی کے واسطے

تم اگر چاہو تصویر میں بھی آ سکتے ہو تم

پتی پتی لہوں گے اور تو یہ بھی رہے گی برقرار

خوش سے ان مست نظروں سے پاس سکتے ہو تم

دے دیا ہزاروں کیوں اضطراب مستقل

پوچھ لوں شہا صلیحت اس کی بنا سکتے ہو تم

جذبات

نہ کس لئے گریاں ہو
کیوں آج پریشاں ہو

نہم ہیر و رخشیاں ہو
رشتک میر تابیاں ہو

گلشن کی ہر رنگ و بو
نہم حسین گلستاں ہو

تربت اسے کہتے ہیں
نزدیک زرگ جہاں ہو

وہی تم پہ تصدیق ہے
نہم کفر کا اجمعاں ہو

شکلاں حرک اخصت کی
نہم چاہو تو آساں ہو

پریشیاں ہو بہساں تم
ہر شے سے نفیایاں ہو

نہ سب سے بد خوش لبان

بہراد سے نالاں ہو

تشکیلِ حسن

تشکیلِ حسن یا رُجھ میں نہ آسکی

میری تو یہ بہار رُجھ میں نہ آسکی

گاہے فسر دگی سی ہے گاہے شگفتگی

کیفیتِ بہار رُجھ میں نہ آسکی

آوازِ بازگشت کے قریبان جایئے

ہر سمت کی دیکار رُجھ میں نہ آسکی

آغوش میں چلی رحمت لئے ہوئے

شانِ گناہگار رُجھ میں نہ آسکی

مدہوش اس قدر ہوا پی کر شرابِ حسن

کیفیتِ خمار رُجھ میں نہ آسکی

جب سے نگاہیں ہم ملاری بہارِ حسن

رنگینی بہار رُجھ میں نہ آسکی

اُن کو دیا سکون تو بہرِ آزاد

یہ بات کردگار رُجھ میں نہ آسکی

کفر سامانی

زندگی بھرنے مجھ کو پھپھانی

زندگی کس قدر ہے بے گانی

ایک بُست پر لٹا دیا ایماں

ہائے مہیری یہ کفر سامانی

رشتک ساحلِ بنی سفینے کو

یہ ہوا تمیز اور طشیانی

نم نہیں بھولتے نچلانے سے

کوششیں کر چکا ہوں اسکالی

ہائے وحشت کو بھی ہوئی وحشت

دیکھ کر مہیری چاک دامانی

اشک برسا رہا ہوں آنکھوں سے

کر رہا ہوں غموں کی ہسمانی

کوئی بہسنہ زاد سانس ہے مظلوم

کوئی نم سانسِ ظلم کا بانی

پہنچنے کا راز

ہرے دل کو کسی عالم سے مایوسی نہیں ہوتی

خوشی تو چیز کیا ہے غم سے مایوسی نہیں ہوتی

بھلا ہوا شوقی میں درد و غم کی پختہ کاری کا

کہ مجھ کو دیدہ و پیدہ غم سے مایوسی نہیں ہوتی

نہیں! جہنم کیا ہے اس سے واقف تو ہر دل پر

مجھے کیوں گریہ پیہم سے مایوسی نہیں ہوتی

کرم ہے بے نیازی محبت اور الفت کا

مجھے بیخاری باہم سے مایوسی نہیں ہوتی

اسے ہیں مصلحت سمجھوں کہ پردہ داری الفت

نہایت عالم پرہم سے مایوسی نہیں ہوتی

یہی عالم ہے میرے قلب کا اور میرے اشکوں کا

کہ جیسے بچوں کو شبنم سے مایوسی نہیں ہوتی

اعلم ہو یا خوشی یا ہوسرت یا کہ غم ہرگز

مجھے اپنے کسی عالم سے مایوسی نہیں ہوتی

فراموشیاں

خوابِ سالِ ہوں نامہ و نشان کو بھول گیا

ترے نشان ہیں دونوں جہاں کو بھول گیا

نظر سے اپنی سُن بیٹھا داستانِ اَلِہم

زبانِ کا کا نام تھا لیکن زباں کو بھول گیا

ہر ایک حال میں سے صبر و شکر کا نام مرا

یہاں نقشِ سابق رہا آستشیاں کو بھول گیا

تیر ہی بتا کہ کہیں پاس ہے چھوٹ کر عباد

وہ بد نصیب کہ جو گشتاں کو بھول گیا

جناہ سے شہر پہ بندہ کی آنکھ سے دور رہا

تیرا نقدِ امن سپرِ رخاں کو بھول گیا

ترے گرم نے دیکھا ہے وہ خوابِ گونا گواں

ہیں اپنے نہایت کے خوابِ گراں کو بھول گیا

خدا ہی جانتے کہ تر میں نے کپڑے مجھے سے

میں تجھ ہی میں تر سے آواز کو بھول گیا

شبِ فراق میں اکثر یہ حال گزرا ہے

کہ ہوش اڑ گئے آہ و فغاں کو بھول گیا

ہزارہ یا نہ تو پہنچا ہوں منزلوں آگے

و فورِ شوق میں جب کارواں کو بھول گیا

اسی کوئل گئی ہزارِ ذبیت کی معراج

جو اک نگاہ میں کون و مکان کو بھول گیا

نمائش وجود

کیوں چشمِ شوق کم نہیں خواہشِ خود کی

کہتے ہیں جس کو مرگ ہے لعزشِ خود کی

کیا رائیگاں ہی جاتے گی کوششِ خود کی

ہے اس نگاہِ ناز میں نمائشِ خود کی

اب دیکھیں کیا دکھائے یہ خواہشِ خود کی

کہتی ہے گردشوں ہی میں گردشِ خود کی

بروزہ جہاں ہے نمائشِ وجود کی

بجھتی ہے اس طرح کہیں نشِ وجود کی

چہرِ نشِ نگاہ ہے یا مرگِ ناگہاں

اندھیری حسرتِ مردہ کی خیر ہو

ہم کھر سے بھی دو رہیں ایماں سے بھی دو

نم سے گلہ نہیں ہے فلک سے گلہ نہیں

کہتے ہیں جس کو مرگ وہ ہے زندگیِ خاص

ہزارِ آدم کو کیوں ہے یہ کاشِ وجود کی

ذوقِ پرستش

دل اُن کے لئے مضطرب ہی رہی پر آہ و نالہ کون کرے
 اُن کا تو نہ تماشا دیکھ لیا اپنے کو تماشا کون کرے
 اسے ذوقِ پرستش سوچ ذرا اس نے چینی سے کیا ہوگا
 بے سمجھے کسی کو کیوں سمجھے بے دیکھے سجدہ کون کرے
 کشتی تو ہے خود ہی نہ یہ و نہ برابر اب کون بڑھائے اور خطر
 بے طوفان ہی طوفاں ہے بیاطوفاں کو اشارہ کون کرے
 دستِ وحشت دستِ وحشت یللد نہ بڑھا حد سے حسرت
 کافی ہیں گریباں کے پرزے دامن کو دو پارہ کون کرے
 اسے چشمِ تمتلجیر ذرا اسے چشمِ تمثال نہ ہرلا
 وہ خود ہی دکھائیں گے جلوہ اب ان سے تقاضہ کون کرے
 اسے چشمِ کرم یہ چاہتا ہوں مانگوں بھی تو تجھ سے کیا مانگوں
 مرنے کو گوارہ کون کرے جینے کو گوارہ کون کرے
 بہنے دو اسے صد مے غم کے کرنے دو اسے پیہم نالے
 بہرا تو ہے دنیا کا بڑا بہرا دیکھ پر شاہ کون کرے

خوب سمجھتا ہوں میں

راز کو رکھ دے راز خوب سمجھتا ہوں میں

تم ہو مرے چار دساز خوب سمجھتا ہوں میں

حیرت آمیز کچھ نہیں مجھ پر غریب

حالتِ آمیزہ ساز خوب سمجھتا ہوں میں

لب نہ ملے بھی نہیں آنکھ سے منہ ماریا

حسرت و دستِ دراز خوب سمجھتا ہوں میں

آپ نہ ٹھکرا پیئے آپ نہ ٹھکرا پیئے

آپ ہیں بندہ نواز خوب سمجھتا ہوں میں

جو دوسرا کے نثارِ لطف و عطا کے نثار

جسے یقیناً خوب سمجھتا ہوں میں

سمجھتا ہوں میں بھی نظر رکھتا ہوں میں بھی جگہ

غزلوی ہو یا ایاز خوب سمجھتا ہوں میں

شکوہ فریاد و غم ہو نہیں سکتا ہے کم

ہے یہ جہاں غم کا ساز خوب سمجھتا ہوں میں

شمع ہی کے دم سے ہیں بزم کی بد رقیب

شمع ہے پروانہ ساز خوب سمجھتا ہوں میں

یہ رکا شکوہ نہیں اظہار کا شکوہ نہیں

یہ بھی بنے اک رنگ ناز خوب سمجھتا ہوں نہیں

نہ نے سکواں دے دیا رنگ حیلوں ویدیا

دے کے غم جاں گہ از خوب سمجھتا ہوں نہیں

نغماتِ محبت

یہ لانا تر سے ناز ہی اور ہوں گے
نہ آہیں پھر ہوں گہ ناز لے کر ہوں گے
محبت میں پہل چھاؤ گے جن سے
میں پھیروں گا جن پر محبت کے نغمے
یہ لے جائیں جو راز وہ راز کب تک
جس کے کوئی ضبط کن یا بند نہ رہے

مگر دل کے جم سا نہ ہی اور ہوں گے
مرے غم کے انداز ہی اور ہوں گے
وہ برباد کن ناز ہی اور ہوں گے
انگ سب سے رہ سا نہ ہی اور ہوں گے
جو ہیں راز وہ راز ہی اور ہوں گے
کر غم کے غماز ہی اور ہوں گے

حسبیں ہر پہاڑ پہاڑ گئے دل سے

وہ برباد انجیب نہ ہیں اور ہوں گے

نہ پوچھ

اضطرابِ قلب کی پائیں نہ پوچھ
کس طرح کٹتی ہیں اب رائیں نہ پوچھ

درد و رنج و غم ہیں سب زیرِ نگیں

عشق کی محبت سے کرا مائیں نہ پوچھ

عشق ہے معصومِ فطرتِ فطرتاً

اُس کے دل سے حُسن کی گھائیں نہ پوچھ

جب سے کھیلے عشق اور الفت کے کھیل

ہم نے کھائیں کس قدر مائیں نہ پوچھ

چشمِ گریاں کی قسم اس عشق میں

کس قدر دیکھی ہیں برسا ئیں نہ پوچھ

درد بھی آنسو بھی اور آہیں بھی ہیں

کس نے بھیجی ہیں یہ سو غائیں نہ پوچھ

ان سے ہوتی تھیں جو بہرِ آدِ حزیں

کیا ہوئیں اب وہ ملاقاتیں نہ پوچھ

عالم انتشار

غس نفس میں ہے اک انتشار کا عالم

خدا دکھائے نہ اب انتشار کا عالم

نہ دیکھ تو نے مگر تھا نوید کی قابل

ترے لئے وہ کئی بے شمار کا عالم

یہ تم ہو یا ہے فریب نگاہ مستی

کہ سامنے ہے کمال ہیسا کا عالم

تجھے شتم ہے تجھے جام پر دیئے تپاؤم

نہ پوچھو اسے سر سے ساق خسا کا عالم

نگاہ کیوں نہ آئے نہ ظور در آغوش

بسا ہوا ہے نگاہوں میں یار کا عالم

نہ رہے خیال کے صدقے تھے خیال کی خیر

خزاں میں بھی نظر آیا ہسا کا عالم

ہی ہے عالم بہر آد مبتلا اب تک

کہ بیوں چاہئے جو ہے سرار کا عالم

اشکِ غم

بن گئے زندگی غم کے سہارے آنسو

ان کے دامنِ پُترا آئے ہمارے آنسو

قصۂ غم پہ پھری بزم میں روتے کیوں ہو

ہم سے دیکھے نہیں جاتے ہیں تمہارے آنسو

اُن کے دامن کی تُمنا تھی مرے اشکوں کو

اُن سے کرنے لگے رہ رہ کے اشارے آنسو

ضبطِ گریہ کا سبب آج یہ ہے شامِ الم

توڑ لائیں نہ کہیں چرخ کے تارے آنسو

دیر سے بیٹھے ہیں ہم اپنا ہی دامن بچیلے

کس کے دامن کی طلب میں ہیں ہمارے آنسو

کون بستی ہے یہ موقی نگہِ الفت کے

آنکھ سے گرتے ہی اک بار پچھارے آنسو

جس پہ کل قیمت کو نہیں سند پہنچتی ہے

جہنم ہزاروں نے دیکھے ہیں وہ پیارے آنسو

دنیائے درد

سب اُس کو سمجھتے ہیں تو کون ہے میں کیا ہوں

تو درد ہے دنیا کا میں درد کی دنیا ہوں

الفت سے خدا تجھے الفت کا تماشا ہوں

آغاز میں ہلستا تھا انخسارم روتا ہوں

دو لفظوں میں پہا ہے روداد الم میری

برباد محبت ہوں ناکام تمنا ہوں

وہ درد مصیبت ہو یا عیش و فراغت ہو

جو حال بھی مل جائے اس حال میں اچھا ہوں

اب تک تو وہی دل ہے اب تک وہی محفل ہے

اب تک وہی آنکھیں ہیں اب تک تو تمہارا ہوں

مے پاس وفا مجھ کو ہے خوف خدا مجھ کو

نہم گنج کے چلے آؤ میں دل سے اگر چاہوں

بہر آد یہ عام بھی دنیا سے نرالا ہے
رہتا ہوں تو ہلستا ہوں ہلستا ہوں روتا ہوں

اشکِ مکرر

جو دل کے سہارے تھے اب تک افسوس بکریٹ گئے
آنکھوں میں رہے بن کر آئندہ دامن تک آکر ٹوٹ گئے
عادیِ ستم کے واسطے کیا یہ طعنے و کرم ہے مثلِ حبیب
کیوں بادِ صیب کے چھونکوں سے مریحہ کے گل ٹوٹ گئے
ہے کس کو میسر جو رو بہ جفا ہے کس کے مقدر میں یہ عطا
اس ٹھوکر کے قرباں جاؤں جس اٹھوکر سے سہر ٹوٹ گئے
اسے دامنِ دل اسے دامنِ دل تجھ کو نہیں ملتی ہے منہ
اشکوں کے گوہر کیا ہوں گے اشکوں کے گوہر بڑھ گئے
انسان تو مناسب ظلم نہیں یہ دل ہے ہمارا کھیل نہیں
اس شیشے سے کیوں ٹکراتے ہو جس شیشے سے پتھر ٹوٹ گئے
میں تو ابھی کچھ ہر ہوش نہ تھے ہاں زندگی کچھ پر جوش نہ تھے
ساقی کے بھی ہاتھوں سے گر کر مینا بنے ہیں سہ خر ٹوٹ گئے
سب آشوبِ جن کو کہتے ہیں جو آنکھوں میں میری رہا ہے
بہزادِ حریف جیسا ہوں یہ دنیا کے کیوں بکریٹ گئے

دلِ ناصبور

بے درد یہ خنکے دلِ ناصبور ہے

بھری طرٹ کو دیکھ لیا یہ تصویر ہے

اپنے تصورِ رات کے فسرِ بامِ جایئے

میں یہ سمجھ نہ پا ہوں کہ بھرا تصور ہے

کہتے ہیں جس کو کیفیتِ شہرِ خند بہانِ بزمِ

تجسسِ قریبِ نوبتِ گرِ محبت سے دور ہے

یہ تو فیاضِ ہر مقام پر جلوہ نما ہنسیاں

ہاں اسے نگاہِ شوقِ ہر اک ذرہ طہر ہے

اس رمزِ عاشقی کو سمجھیں گے وہ ہنسیاں

باطنِ بزمِ نوازیاس سے ظاہر میں دور ہے

بے بیست دل کا دم ہے یا آپ کا بے کام

مجھ کو کیا شبہ یہ کس کا تصویر ہے

بے کسی کے پاسے محبت پہ جاں دیر

بہرِ اہمستعد ہیں مرنا ضرور ہے

امداد کے

ہجوم پاس کا پردہ اٹھائے دیکھیں گے
جو ہو سکا تو تمہیں مسکرائے دیکھیں گے

بغیر قصدِ تصور بغیر قصدِ خیال
ابھی ہیں دور تجھے پاس آکے دیکھیں گے

نثار کر کے دل و دیں نثار کر کے نفس
کسی طرح تجھے اپنا بنا کے دیکھیں گے

سنا گیا ہے کہ تو ہے حسینِ دل کا مکیں
ترا جہاں ذرا سر جھکا کے دیکھیں گے

اُدھری ہم کو نظر آئیں گے ہزاروں طو
جدھر بھی آپ ذرا مسکرائے دیکھیں گے

کسی کے در کو بنا دیں گے سجدہ نگاہ جہیں

کسی کے در پہ قیامت اٹھائے دیکھیں گے

ابھی تو حسنِ دو عالم ہے اور ہم ہزار
کسی کے ہاتھ سے دامن چھڑا کے دیکھیں گے

۱۰۳ کیا کہئے

تو نہی بتے آپ نے اس بخودی کو کیا کہئے
نگاہ و ثلب کی وارفتگی کو کیا کہئے

جنوں نواز محبت کی زندگی تو بہ

یہ زندگی ہے تو اس زندگی کو کیا کہئے

ہنسی کے وقت بھی ہم کو ہنسی نہیں آتی

جنوں عشق کی غم پروری کو کیا کہئے

نصرت جو آنہ سکی چشم ساقی رنگیں

نصیب ہو نہ سکی بے خودی کو کیا کہئے

جہدے ثلب کے ملبس برہاس کی قدر ہی کیا

کبھی جو مل نہ سکے اس خوشی کو کیا کہئے

بہرے لب پہ بتے نالہ ہمارے لب سے یہ آہ

کیا نتباہ غم زندگی کو کیا کہئے

نگاہ و دل کو ملبس ہے جو مرے ہزار

فریب عشق کی اس زندگی کو کیا کہئے

خدا سبیاں

جو تو ہی ذروں پر اپنی خدائیاں نہ کرے

تو ایک ذرہ بھی جلوہ نما سبیاں نہ کرے

۔۔ دردِ عشق نہیں دردِ عشقِ دلِ والہ

جو دردِ عشق کہ دل پر خدائیاں نہ کرے

نہیں بتاؤ کہ کس طرح یہ نظر مہسری

تمہارے حسن کی مدحت سرائیاں نہ کرے

خوشی کا لطف نہ آئے شہم مسرت کی

خوشی ہماری اگر اگر غمِ سرائیاں نہ کرے

یہ دینِ عشق تصدیق ہو جا کے پھر کس پر

نظرِ تمہاری جو کا شرا د سبیاں نہ کرے

رہتے نہ چاند میں یہ روشنی نہ تاروں میں

جو تو جہاں ہیں جلوہ نما سبیاں نہ کرے

یہ بزمِ بزم ہے کس طرح بھلا بہزاد

جو تو ہی بزم ہیں نغمہ سرائیاں نہ کرے

تیرے سامنے

رو پڑی چشم پر آب آج ترے سامنے
 لاکھ گرے آفتاب آج ترے سامنے
 دل ہوا مست و خراب آج ترے سامنے
 ذرہ بنا آفتاب آج ترے سامنے
 تیرے بتے پر زخم ہیں ترے قدموں پر ہم
 اور بیڑھا اضطراب آج ترے سامنے
 سے ہری! شے نظر کم حقیقتِ شکر کر
 کھل گئے بند نقاب آج ترے سامنے
 بڑ گئے مسرور ہم کہیں سے مستحضر ہمس
 لے کے غم بے حساب آج ترے سامنے
 مست تھی تیری نظر کہیں ہیں تھے بامِ دور
 کون نہ ہوتا خراب آج ترے سامنے
 ساقی رنگیں ادا آنکھیں سے سے پلا
 کیوں میوں جام شراب آج ترے سامنے

نگہیں

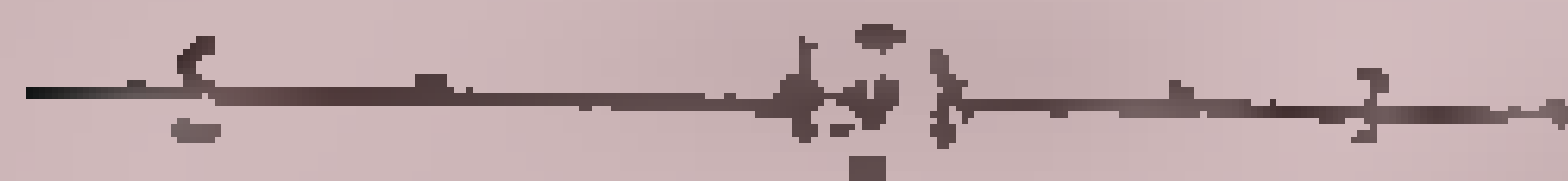
سب ہیں تمہاری نگہیں درد بھی تم دشا بھی تم
 سن لو یہ راز صاف صاف بندھے بھی تم خدا بھی تم
 مجھ پر شاکیوں نہ ہوں کیفیتیں جہاں کی
 تم ہی قریب تم ہی دشا دے پاس بھی تم خدا بھی تم
 کس لئے گھونہ جاؤں میں منتر لیں کیوں نہ پاؤں میں
 تم ہی ہو شیر کی بھین ذات اور ہو ماسوا بھی تم
 لطف و کریم کی بات ہے لاج تمہارے ہاتھ ہے
 تم ہی ہو مدعا نواز اور مدعا بھی تم
 قلب و جگر کا کام کیا چشم و نظر کا کام کیا
 حیرت، آئینہ بھی تم، صورت آئینہ بھی تم

کیوں نہ ہو رنگ بندگی کیوں نہ بڑھے یہ بچو دی

خود ہو تم ہی تو نقشِ پاسبانِ نقشِ پا بھی تم

اپنی نظر سے کام لو ہاتھ کو میرے تمام لو

تم سے کہوں تو کیا کہوں خوش بھی بریمِ خنای بھی ہو تم



شکوے

انکار نہ کرنا تھا افسر ار کیا ہوتا

سوئی ہوئی قسمت کو بیدار کیا ہوتا

یہ کیا کہنگا ہوں سے دیوانہ بنا ڈالا

اک بچوڑ الفت کو ہشیار کیا ہوتا

نظروں کا بلانا تو دشوار نہ تھا تم کو

اک بار تو آنکھوں کو پھر چار کیا ہوتا

اے میری جہیں تو کیوں مدہوش محبت ہو

سجدہ درجاناں پر ہر بار کیا ہوتا

یہ جامِ گلگوں بڑھتے ہی چلے آتے

ورنہ مجھے ساقی نے سرشار کیا ہوتا

تم کو تو یہ لازم تھا چپکے سے چلے آتے

دیراں کدہ دل کو گلزار کیا ہوتا

بہزاد کو جینا تو دشوار کیا لیکن

بہزاد کو مرنا بھی دشوار کیا ہوتا

عالم عشق

عالم عشق حقیقی بھی حُدا ہوتا ہے

جس کو اللہ بنالودہ حُدا ہوتا ہے

جب اٹھا دیتے ہو تم چہرہ نگیں سے نقاب

تب کہیں چشمِ تنہا کا بھلا ہوتا ہے

تیرے صدقے تیرے قربان کیوں جاؤں کرم

تیرے در سے کہیں محسوس گدا ہوتا ہے

تیرے کوچے میں جو پہنچے تو مجھے ہوش نہیں

دیکھتا ہے کہ تری بزم میں کیا ہوتا ہے

یہ تمہارا ہی تصدق ہے مرا نام و نمود

جب جفا بڑھتی ہے تب نام وفا ہوتا ہے

منحصر آپ یہ ہے اپنا تو ہر ہر عالم

کیا خیر ہم کو کہ کیا ہو گیا کیا ہوتا ہے

بھر بھی اُن کا قیامت سے نہیں کم ہزار

اُن کا ملنا بھی بڑا ہوش رُیا ہوتا ہے

بہار زندگی

یہی زندگی کا کمال ہے یہی زندگی کی بہار ہے

نہ سکون ہے نہ ہیں راحتیں نہ شکیب ہے نہ قرار ہے

ہے لباس اپنا پھٹا ہوا ہے جنوں کا جوش بڑھا ہوا

مجھے اسکی کچھ بھی خبر نہیں یہ خزاں ہے یا یہ بہار ہے

یہ پھری ہوئی ہے نگاہ کیوں یہ لبوں پہ آج ہے آہ کیوں

تجھے علم ترے نام پر مری زندگی بھی نثار ہے

یہی تیرا درد تری خلش یہی تیرا سوز تری تنیش

یہی زندگی کی خزاں بھی ہے یہی زندگی کی بہار ہے

تجھے ہوش کیوں نہیں واعظامے ٹوکنے کا محل ہو کیا

مجھے حے کدے میں نہ چھڑ تو مجھے مہیکدے میں خمار ہے

جستجو و آرزو

تیری جستجو ہے تیری آرزو ہے

تجھے ڈھونڈھتا ہوں کہ تو ہی تو تو ہے

میں خود اپنی بدنامیاں چاہتا ہوں

کہ بے آبروئی بڑی آبرو ہے

نہ کیوں کر کروں میں دو عالم کو بحدے

تصور میں تو ہے نخیل میں تو ہے

نہ کوئی سنے اس کو دونوں جہاں میں

جو میرے ترے درمیان گفتگو ہے

میں ہر پھول کو سونگھتا ہوں اپنی

کسی پھول میں بھی محبت کی بو ہے

جمن درجمن ہے وہی خن رنگیں

گلستان گلستان وہی رنگ و بو ہے

یہ ہزاروں کی ہشتیاں کوئی دیکھے

گریباں رفو ہے نہ دامن رفو ہے